اوم

بُوڑھوں کیلئے اُپدیش

اب پشچاتاپ کیوں؟

شری گورکھ نات...

ایڈیٹر۔ رسالہ "...

یہ کتاب عوام کے مطالعہ کیلئے ...
ملکہ گنج دہلی ۷ والوں نے چھپوا کر ...

پیش لفظ

شری گورکھ ناتھ جی نندا - ایڈیٹر رسالہ "اوم" دہلی کے ایک سلجھے ہوئے بزرگ لیکھک ہیں - اُن کا مُشاہدہ وسیع ہے - جوانی اور صحت مند رہتے ہوئے کچھ شبھ کرم نہ کر پائے - اِس کے بعد بڑھاپا آجانے پر جو پشچاتاپ ہوتا ہے اِس کتاب میں اُن کے جذبات کو تفصیل سے آشکارا کیا ہے - یہ سب تو تعریف کے قابل ہے -

میں اِس ۷۷ کی عمر میں بھی بہت متاثر ہوا ہوں میری دلی تمنا ہے کہ بوڑھوں کی نسبت یہ جوانوں کیلئے ازحد مفید اُپدیش ہے - اُن کیلئے اِس کتاب کا مطالعہ ازلبس لازم ہے -

سب سے اول ایشور بھجن کے بعد بوڑھے ماتا پِتا کی سیوا لازم ہے - آدر سے بولنا اور شردھا سے کھانا کھلانا دھرم ہے - جن کی بدولت نوجوانوں کو اِس سنسار میں جنم لینے اور سورج میلہ دیکھنے کا موقع اور سوبھاگیہ ملا ہے - ماں باپ نے ہی اُنہیں پال پوس کر تعلیم سے مزین کیا - روزگار لائق بنایا - شادی بیاہ کر کے مکان جائیداد اور [illegible] سے چلتا بیوپار اُن کے ہاتھوں سونپ دیا - اُن کی آتما کو پرسن [illegible] آشیرباد پراپت کریں -

[illegible] ی سے جائز منافع پر دھرم کی کمائی ہو جب سوہ تھ سے [illegible] ٹ دیا جائے - جیسا کہ اگلے صفحوں میں سمجھایا گیا ہے [illegible] روا کی جائے - کمزور اور غریب لوگوں کی جائز [illegible] وزگار کا بندوبست کر دیا جائے - بیواؤں [illegible] ئے - ہسپتال میں جا کر شام کے وقت [illegible] سکھ شانتی ملتا ہے -

اوم شانتی -

بِرِدھوں (بُوڑھوں) کا پشچاتاپ

بُڑھاپا جو آیا جوانی گئی۔ حقیقت میں سب زِندگانی گئی
خزاں کا ہوا جب چمن میں ظہور۔ گلُوں کی قمر گلستانی گئی

بھگوان کی مایا کس قدر بلوان ہے کہ یہ جیو جنم مرن کے چکّر میں پڑا ہوا انیک پرکار کے دُکھوں کو بھوگ کر بھی اِس سے چھُوٹنے کا اُپاؤ نہیں کرتا۔ جب یہ جیو ماتا کے گربھ میں ہوتا ہے۔ تو یہ کمبھی نرک بھوگتا ہے۔ پُرانک گرنتھوں میں اِس کمبھی نرک کا بہت وِستار سے ذکر آیا ہے۔ (خواہشمند اصحاب گرڑ پُران (اُردو) رسالہ اوم دہلی کے دفتر سے منگوا کر مُلاحظہ کریں) پہلے چھ ماہ تو یہ بے ہوشی کی سی حالت میں رہتا ہے۔ لیکن اِس کے بعد جب اِس کا ہرا اور ہردہ نیتر من اور بدھی تیار ہو جاتے ہیں۔ تو یہ اپنے تمام گذشتہ جنموں کے پاپ کرموں کا انُوبھو کرتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے اُسکو کاٹ کاٹکر کھاتے ہیں۔ نہ یہ اُس وقت ہِل جُل ہی سکتا ہے اور نہ اپنے اس دُکھ کو پرگٹ ہی کر سکتا ہے۔ ایسی اوستھا میں دُکھ بھوگنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ بھگوان سے اُسوقت پرارتھنا کرتا ہے۔ کہ ہے پربھو! مجھے اس مہا بھینکر رُوپ کمبھی نرک سے جلد نکال لیجئے۔ میں نے پچھلے جنموں میں جو پاپ کیئے ہیں۔ اُن کو چھما کیجئے۔ کیونکہ آپ دیالو ہیں۔ رحیم و کریم ہیں۔ جب آپ

ب مجھے نیا جنم دینگے تو میں ایک پل بھی آپ کے چنتن کو نہیں چھوڑونگا اور نہ ہی شاستر ورُدھ (دہرم کے خلاف) کوئی پاپ کرم ہی کرونگا۔ کسی کے ساتھ انیائے نہیں کرونگا۔ کسی کا چت نہیں دکھاؤں گا۔ جیو جنتوؤں پر دیا کروں گا۔ اہنسا دہرم پر درڑھ (مضبوط) رہونگا۔ مانس شراب کے نزدیک تک نہیں جاؤنگا۔ پرائی استری (غیر عورت) کو ماں بہن کے سمان سمجھونگا۔ پرائے دھن کو مٹی کی طرح دیکھوں گا۔ سنسارک پدارتھوں (دنیاوی چیزوں) سے موہ نہیں کرونگا۔ ویراگ کو دھارن کر کے آتم گیان کو پراپت کرنے کا یتن (کوشش) کرونگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب یہ جیو بھگوان سے دِنے پُوروک (نہایت عاجزی سے) اتنی پرتگیائیں (اقرار نامہ) کر لیتا ہے۔ تو بھگوان اپنی اپار کرپا سے اس کمبھی نرک میں اس کی سہائیتا کرتے ہیں۔ باریک جھلی سے اس کا تمام شریر (جسم) ڈھک کر پیٹ کے کیٹانوؤں (جراثیم۔ کیڑوں) سے اسکی رکھشا کرتے ہیں۔ نابھی (ناف) کی نالی کے راستے خوراک پہنچا کر اسکی پرورش کرتے ہیں۔ اور آٹھ یا نو مہینے کی معیاد ختم ہونے پر اس کو اس نرک سے باہر نکالتے ہیں۔

اتنے دکھ بھوگنے کے بعد جب یہ جیو پھر اس سنسار کی ہوا کھاتا ہے تو اپنے سب قول و قرار بھول کر موہ ممتا میں پھنس جاتا ہے۔ بچپن کھیل کود میں۔ جوانی وِشے وکاروں (عیش عشرت) میں اور بڑھاپا پچھتاؤں میں گذار کر پھر موت کے منہ میں جا گرتا ہے۔ اس طرح کرموں کا پھل

بھوگنے کیلئے کئی بار مرتا اور جنمتا ہے۔ بھگوان کی ایسی وچترمایا ہے۔ کہ جیو اس قدر دُکھ بھوگنے پر بھی اِس جنم مرن کے بندھن سے چھوٹنے کا کوئی اُپائے نہیں کرتا۔

جیسے مینڈک سانپ کے مُنہ میں پڑا ہوا۔ مچھر کھانے کی اَشا کرتا ہے۔ ایسے ہی موت کے مُنہ میں پڑا ہوا یہ مُنش بھوگوں کو گرہن کرنے میں دن رات لگا رہتا ہے۔ جن استری پُتر آدِک کے لیئے یہ کئی طرح کے پاپ کرم کر کے دھن اُپارجن کرتا ہے۔ اور جوانی کا تمام سَمے بغیر ایشور بھجن اور ست سنگ کے نشٹ کر دیتا ہے۔ وہی کُٹمبھی (رشتہ دار) بڑھاپے کے آجانے پر اُس کا نرادر (بے عزتی) کرتے ہیں۔ اُس کا تمام دھن اور کاروبار اُس سے چھین لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم اب بوڑھے ہو گئے ہو۔ تمہیں اِس کاروبار اور دھن دولت پر کوئی ادھیکار نہیں۔ تمہاری بدھی (عقل) نشٹ ہو چکی ہے۔ تم ستر۔ بہتر (۷۰-۷۲) گئے ہو۔ یعنی تمھاری عمر ۷۰-۷۲ سال سے تجاوز کر گئی ہے۔ تمہاری وجہ سے ہی اب کاروبار میں گھاٹا پڑ رہا ہے۔ جب اِس پرکار اُس کے لڑکے اور استری وغیرہ اُسکا اناد ر کرتے ہیں۔ اور اُس کا دھن چھین لیا جاتا ہے۔ پھر اُس کو اس دُنیا کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ تو مطلب پرست، اور احسان فراموش (کرتگھن) ہے اب اس کو سنسار سے وِرِگ ہوتا ہے اور یہ ہر دوار۔ رشی کیش اور برنداجن وغیرہ سانُک استھانوں (تیرتھوں) پر نواس کرنے اور ایشور بھجن کیطرف رجوع کرتا ہے۔ لیکن بڑھاپے کی وجہ سے شریر نستھل (کمزور۔ لاغر) ہوتا ہے

وہاں کی سردی گرمی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ پھر کئی پرکار کے روگ اُسکے مہمان بن جاتے ہیں۔ زرد ریح۔ جوڑوں کے درد۔ ٹانگوں میں کمزوری کے سبب لڑکھڑانا۔ ہاتھوں اور سر میں کمپن۔ بینائی کا کمزور ہو جانا۔ بلغم کے سبب کھانسی کا زور پکڑنا۔ دانتوں کے نہ رہنے سے ہاضمہ کا بگڑ جانا اور قبض کی شکائیت کا رہنا۔ گویا کئی پرکار کے روگ اُس کا ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ ایک روگ جاتا ہے۔ تو دوسرا اُس کی جگہ لے لیتا ہے۔ ایسی اوستھا میں یہ پُرش نہ ہی یوگ آسن اور پرانایام کرکے اپنے من کو ایکاگر کرسکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی شروتری برہم نیشٹھی مہاتما کی سیوا کرکے آتم گیان کو ہی پراپت کرسکتا ہے۔ بمصداق ؎

اے مُرغِ دل اُکھڑ گئے جب بال و پَر تیرے
کہو کیا کرے گا دام سے چھُٹ کر پھنسا ہُوا

پھر پچھتاتا ہے کہ اوہو! جب شریر تندرست تھا۔ ہاتھ میں دھن دولت تھی۔ سب پر رعب تھا۔ گویا ایک طرح کی حکومت تھی۔ سب سلام (پرنام) کرتے ہاتھ باندھکر سامنے کھڑے رہتے تھے۔ لیکن افسوس کہ میں نے ایسے بہتر حالات سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ کوئی دان نہ کیا۔ تیرتھ یاترا نہ کی۔ اور نہ ہی بھگوان کا بھجن ہی کیا۔ لیکن ؎

اَب پچھتائے کیا ہوت جب چِڑیاں چُگ گئیں کھیت

جب جوانی اور تندرستی تھی تو مہاتما لوگ اُس کو چیتاؤنی دیتے تھے کہ اے مورکھ ! اس انمول سمے کو وِشے وکاروں میں مت گنوا۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ یہی سمے ایشور بھجن کے لئے ہے۔ بڑھاپے میں کچھ نہیں ہو سکے گا۔ ؎

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب سے اُٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

اے غافل منش ! سفر بہت لمبا ہے۔ غفلت کی نیند مت سو۔ لیکن جوانی مستانی میں بھلا کون ان اُپدیشوں کو سنتا ہے۔ آخر بڑھاپے کے آنے پر روگوں میں مبتلا ہو کر نیز استری پُتر اور نزدیکی رشتہ داروں کی بدسلوکی اور احسان فراموشی سے بیزار ہو کر بھگوان سے یوں پرارتھنا کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک مہاتما پنڈت گلاب سنگھ جی نے اپنی ایک پُستک "بھاورس امرت" میں ورنن کیا ہے۔ ؎

دوہرا۔ اے من چنچل ! تو سدا بھجیو نہ ہری کا نام
رہو وِشے لمپٹ ہی جا ہئیں جم کے دھام

سویا۔ دھن ایش دیو جگ بھیتر جو۔ پن بدھ گئے نہ کچھو پھل پائے
شبھ سنتن کی نہیں سیوکری اور وِپرن تے نہیں یگیہ کرائے

نہیں روپ بھنے جاں ہیبت کہیں۔ دھر بھیتر نہ جل تال بنائے
بل ہینن کو سکھ دان دیئے نہیں دینن کے دکھ درد مٹائے

ارتھ ۔ ہے چنچل من! تو نے بھگوان کا کبھی سمرن نہیں کیا اور وشے وکاروں میں ہی پھنسا رہا۔ بھگوان نے جو تمہیں دھن کی بخشش کی تھی۔ اس سے تم نے اپنی ملین بدھی کے کارن کچھ بھی لابھ نہ اٹھایا۔ نہ ہی تو تم نے مہاپرشوں کی سیوا ہی کی اور نہ ہی ودوان برہمنوں سے یگیہ ہی کرائے۔ پر اپکار کے لئے زمین کھود کر نہ ہی کنوئیں اور نہ ہی تالاب (دھرم ارتھ) بنوائے۔ نہ ہی غریب اور محتاجوں کو اس دھن سے کوئی سکھ ہی دیا۔ یعنی بھگوان کے دیئے ہوئے دھن کو شبھ کاریوں میں نہیں لگایا۔

سویا جگ ناہیں کری گورسیوا بھلی ۔ اور نہ ہری کے سمکھ نام اچارے
بل ہینن کو کٹو بین کہے مکھ ماہیں اچے بھوں میں مد کھارے
ارکو پ ہتاسن واہی لگے جگ لوکن کے گھر یا وکی جارے
جگ میں شبھ کاج کیسا رہوں بدھی کون سد ھا سکھ پاؤں مرارے

ارتھ ۔ میں نے سنسار میں آکر گوروؤں کی بھلی پرکار سیوا بھی نہیں کی اور نہ ہی مکھ سے بھگوان کا نام ہی اچارن کیا۔ بل ہین (کمزور) اندھے۔ لولے لنگڑے! ور محتاج پرشوں کو کڑوے الفاظ ہی کہے۔ جن سے ان کا کومل ہردے جل بھن گیا۔ اور

لوگوں کے گھروں کو آگ لگائی۔ اس سنسار میں آکر میں نے تمام شبھ کرموں کا
تیاگ کیا۔ اور کوئی نیک کام نہیں کیا۔
اب ہے بھگوان! (کرشن مراری) میں کس پرکار سکھ پا سکتا ہوں۔

سوئیا۔ نہیں پوجن دیون کا کریو۔ اور برہمن کے نہیں پاد پکھارے
نج پاپن پالن ہیت سدا۔ بھو منڈل اورن پران نکارے
اُرتے سب پن لیسار دیو۔ اروتے پد پنکج ما اُر دھارے
جگ میں شبھ کاج بسار رہوں۔ بدھی کون سدھا سکھ پاؤں مرارے

ارتھ۔ دیو مندروں میں جا کر دیوتاؤں کی پوجا نہیں کی۔ اور نہ ہی دیوتاؤں
کی پرسنتا کے لئے یگیہ آدک ہی کئے اور نہ ہی برہمنوں کے پاؤں ہی
دھوئے۔ یعنی شرادھ آدی پتری یگیہ نہیں کئے۔ اپنے سوارتھ کے لئے
سدا پاپ ہی کئے۔ اور دوسروں کے پران نکالے۔ یعنی اُن کو موت کے گھاٹ
اُتارا۔ اپنے ہردے سے تمام پنیہ کرموں کو بسار دیا۔ اور بھگوان کے چرنوں کا
ہردے میں دھیان نہ کیا۔ سنسار میں آکر تمام شبھ کرموں کا تیاگ کر دیا۔ اب ہے
بھگوان مراری (کرشن)! میں کس پرکار سکھ اور شانتی کو پراپت کروں؟
سوئیا
نگ بین دھنی تر کے ہرجی۔ نج پران رو رک سو بیٹھ اُجاڑے
نہیں بیٹھ تپو بن میں ہرجی۔ پھل کھائے سدا تو نام سنبھارے

دھن پاون کو بس نیند تجی ۔ ہری پاون کو نہیں نین اُگھاڑے
جگ میں شبھ کاج بساریو ۔ یدھی کون سدا سکھ پاوں مرارے۔

ارتھ۔ اہنکاری دھن وان پرشوں کی سیوا میں زمین بھاو سے پرانوں (سوانس) کو روک کر (یعنی سہمے ہوئے اور بھوک پیاس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے) تو بیٹھا رہا۔ لیکن تپوبن میں جا کر اور پتر پھل کھا کر ہے بھگوان مراری! تمہارا بھجن نہ کیا۔ دھن کے اپارجن (دولت کو اکٹھا کرنے میں تمام رات جاگتا رہا۔ (جیساکہ کارخانے دن رات چلتے ہیں۔ اور مالک نگرانی کرنے کیلئے جاگتے رہتے ہیں) لیکن ہے بھگوان! تمہارا نام جپنے کیلئے پربھات کے سمے بھی آنکھیں نہ کھولیں۔ اس سنسار میں منش جنم لیکر تمام شبھ کرموں کا میں نے تیاگ کیا۔ اب ہے مراری (مُر راکھشس کو مارنے والے بھگوان کرشن) میں کیسے آپ سے سکھ اور شانتی کو حاصل کر سکتا ہوں۔ (جبکہ تمام عمر غفلت کی نیند ہی سویا رہا)

سویا۔

تن کو بل نے اب ہیٹھ دیئی ۔ اُر ہار پرے جدگ بال سنگاتی
جگ کے ایہہ لوک دیکھے ہم کو ۔ چل آپ گئے پر لوک سجاتی
جگ نیت سکھا مکھ پھیر گئے ۔ اب سیوک ہاں نہ چھپیں ہم باتی
ہم آہی پلا تنگم ہے ترشنے ۔ اِک توں ہم سنگ ہی دن راتی

ارتھ جسم میں طاقت کم ہو گئی۔ آنکھوں کی بینائی کمزور ہو گئی۔ جو بچپن
کے ساتھی تھے وہ ہمیں چھوڑ کر سورگ لوک کو چلے گئے۔ اِس جگت میں جو
ہمارے خاص مِتر تھے۔ اُنہوں نے بھی ہم سے مُنہ موڑ لیا اور سیوک (ملازم)
ہماری بات تک نہیں پُوچھتے۔ لیکن ہے ترِشنا (تمنّا) ور چنتا (خواہشات)
اب ایک تو ہی رہ گئی ہے۔ جو دِن رات میرے ساتھ موجود ہے۔ (بڑھاپے
میں بیماریاں اور چنتائیں بڑھ جاتی ہیں۔ اور پرماتما کا نام لیا ہی نہیں جا سکتا)
سوتیا۔

دِرگ جوت گھٹی۔ کٹ ہے لٹکی۔ ملپٹی سب دیہہ۔ نہ رام سنبھارے
کریں لٹکی۔ نہ اُٹھی کرتے۔ دھرما تہی لٹی۔ شُوبھاں اب ہارے
جب بالک تھے تب کھیل متے۔ ترونا پن میں سب کاج بگاڑے
اب اور نہ اور ٹ نہار رت ہوں۔ سرناگت ہوں چل کھو دھر تارے

ارتھ۔ آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی۔ کمر لٹک گئی۔ سب شریر کا ڈھانچہ ہی بدل
گیا۔ لیکن افسوس کہ رام کا بھجن نہیں کیا۔ ہاتھ میں چھڑی پکڑی تھی کہ شریر کو
گرنے سے بچاؤں۔ لیکن وہ زمین پر گر پڑی اور اب اتنی بھی طاقت نہیں
رہی کہ اُس کو زمین سے اُٹھا کر دوبارہ پکڑ سکوں۔ جب بالک اوستھا تھی
تو کھیل کود میں وقت گذار دیا۔ اور جب جوانی آئی۔ تو وِشے وکاروں میں
پھنس کر اپنا ستیا ناش کر دیا۔ گویا شریر اور من دونو کو بگاڑ دیا۔

سمندر پر پتھروں کو تارنے والے ہے بھگوان رام! سوائے آپ کے
مجھے اور کسی کا آسرہ دکھائی نہیں دیتا۔ میں آپ کی شرن آیا ہوں میری رکھشا

کیجئے۔ میری رکھشا کیجئے۔

سوئیا۔

جب جوبن تھا۔ جن پریت کریں۔ اب جا ٹھر ماٹھی بھٹے سب کھالے
نہیں ہے ادھیکار پھوٹرو۔ پر لے لکوٹی بہو مو ہے دوالے
ام کھا کھٹ ہیں گرونا بدھی رام۔ ٹروں تو کہیں یہ پاؤ پسارے
اب اور نہ اوٹ نہارت ہوں۔ سرناگت ہوں جل کھو دھر تارے
ارتھ۔ جب جوانی تھی تو سب لوگ (رشتہ دار وغیرہ) پریم کرتے تھے لیکن
بڑھاپا آنے پر سب کڑوے وچن بولنے لگے۔ اب کہتے ہیں کہ تمہارا اب کسی
معاملے میں رائے دینے کا کوئی ادھیکار نہیں (ستر بہتر سال کی عمر ہو جانے
سے تمہاری عقل ٹھکانے نہیں رہی) ہاتھ میں لکڑی (سوٹی یا ڈنڈا) پکڑو
اور دروازہ پر بیٹھکر کتوں کو اندر داخل نہ ہونے دو۔

ہے دیالو بھگوان رام! اس طرح میرا نرادر (بے عزتی) کرتے ہیں۔
اور اگر میں آرام کرنے کیلئے لیٹتا ہوں تو کہتے ہیں۔ کہ پاؤں پسار کر پڑا رہتا
ہے۔ کوئی کام کاج نہیں کرتا۔ مفت کی روٹی کھا کر ہم پر بوجھ بنا ہوا ہے۔
یہ کھوسٹ نہ مرتا ہے۔ نہ ہمارا پیچھا چھوڑتا ہے۔ میرے پوتے پوتیاں۔ او ڈبھے
او بڈھے" کہکر پکارتے ہیں۔ میں انکو پیار (موہ) سے اپنے پاس بلاتا
ہوں۔ تو وہ گالیاں نکال کر بھاگ جاتے ہیں۔

ہے لنکا کے سمندر پر پل باندھنے والے اور جل پر پتھروں کو تارنے والے
سرو شکتیمان بھگوان رام! اب سب کا آسرہ چھوڑ کر تمہاری شرن آیا ہوں۔ میری

رکھشا کیجئے۔ میری رکھشا کیجئے۔

سوّیا۔

اب جاٹھر ہیں تن کھین بھئے ۔ اب زُور بھئے مُکھ دانت ہمارے
جن مو ہرہ کو بھوجن سوئی دھرے ۔ گھر بھیتر جو کچھو یا وک جارے
مُکھ تے کچھو کھا کت ہوں جب ہی ۔ تو کہیں نہیں تے ہت لوپ سوارے
اب اَور نہ اوٹ نہارت ہوں ۔ سرنا گت ہوں جل بھو دھر تارے

اوتھ ۔ اب بڑھاپا آگیا ہے ۔ شریر کمزور ہو گیا ہے ۔ مُنہ سے دانت نکل
چُکے ہیں ۔ میرے پریوار والے (یعنی پُتر بہو وغیرہ) میرے آگے وہی بھوجن رکھتے
ہیں ۔ جو آگ سے جلا ہُوا اور سخت ہو ۔ جو مجھ سے کھایا بھی نہ جا سکے ۔ اگر مُنہ سے
میں کچھ کہتا ہوں ۔ کہ میرے دانت نہیں ۔ مجھے نرم اور تازہ بھوجن دیا کرو ۔ تو
جواب ملتا ہے ۔ سو کہ تمھارے لئے کیا ہم پُوڑے تلا کریں! "
ان باتوں سے میرا دل جل جاتا ہے ۔ لیکن کچھ کرنے دھرتے نہیں بنتی
اگر کچھ مزید بولنے کی جرأت کرتا ہُوں تو وہ مجھے مارنے سے بھی گریز نہیں
کرتے ۔ "

اِس لئے ہے بھگوان رام ۔ (جل پر پتھروں کو تارنے والے) میں
آپ کی شرن آیا ہوں ۔ میری رکھشا کیجئے ۔ میری رکھشا کیجئے ۔ "

سوّیا ۔

نہیں دان دیئے دِوِج منڈل کو ۔ اَر دِوتیہ دھتی تن نا ہی بچھارے
نا ہیں مات شہو تات کی سیو کری ۔ نہیں دیون کے گن پوج سوارے

لڑکا پن میں. ترونا پن میں. جھڑا پن میں ۔ نہیں رام چیتا رے
اب اور نہ اوٹ نہارت ہوں. سرناگت ہوں جل بھو دھر تارے
ارتھ ۔ نہ ہی شر لیشٹھ براہمنوں کو دان ہی دیا۔ نہ ہی شری گنگاجی اور دیگر
تیرتھوں پر جا کر اشنان ہی کیا۔ ماتا پتا اور سمبندھیوں کی نہ ہی سیوا کی اور نہ ہی
دیوتاؤں کا پوجن ہی کیا۔ بچپن جوانی اور بڑھاپا یونہی (بے شود) ہی گذار
دیا۔ ایشور کا چنتن اور بھجن نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی مہاپرش کا ست سنگ
ہی کیا۔

اب ہے بھگوان رام! میں آپ کی شرن آیا ہوں. میری رکھشا کیجئے
جب آپ میں یہ شکتی ہے کہ آپ پتھروں کو بھی جل پر ترا سکتے ہیں. تو مجھ
پاپی کو بھی اس بھوساگر سے پار کرنے کی بھی آپ سمرتھ رکھتے ہیں. اسی نشچے
کو دھارن کر کے میں آپ کی شرن آیا ہوں۔

سوئیا۔

نہیں سیو کری شو کی ہم ہوں ۔ اور نا ہی گیان آس ہمارے
نہیں پن کرے بھو منڈل میں ۔ اور پاپ کرے جگ ماہی کرارے
نہیں ہے تیرتھو یہ سنک مٹی ۔ ہری ناتھ بلی جو اجامل تارے
اب اور نہ اوٹ نہارت ہوں ۔ سرناگتی ہوں جل بھو دھر تارے
ارتھ ۔ بھگوان شو کے مندر میں جا کر نہ ہی تو اُن کی پوجا کی اور نہ ہی ردھی
سدھی کے داتا شری گنیش جی کا ہی آرادھن کیا۔ اس لئے مجھے اُن سے
امداد کی آشا کیا ہو سکتی ہے۔ میں نے نشچے دھارن کر کے اس سنسار میں

کوئی پُنیہ کرم نہیں کیا۔ بر عکس اس کے مہا پاپ ہی کئے ہیں۔ لیکن
ہے پربھو! جب میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے اجامل جیسے پاپیوں
کو بھی بھو ساگر سے پار کر دیا تو میرا یقین ہے کہ آپ مجھے بھی اوشیہ
تار دینگے۔ اس لئے ہے بھگون! میں سب سے نراش ہو کر اور
سب کا آشرہ چھوڑ کر اب آپ کی شرن آیا ہوں۔ آپ تو پتھروں
کو بھی تارنے والے ہیں۔ مجھ پاپی کا بھی ادھار کیجئے۔

ادم شم

پشچاتاپ

ایک بھگت خوش قسمتی سے ایشور کے دربار کی چوکھٹ پہ پہنچ تو جاتا ہے لیکن وہاں پر پھیلے ستیہ کے تیج و چمتکار سے اُس کی آنکھیں چکا چوندھ ہو جاتی ہیں۔ وہاں کے پاکیزہ ماحول کو دیکھ کر جب وہ اپنے کرموں پہ نظر ڈالتا ہے تو وہ شرمندہ ہوتا ہے اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ ہے پربھو!

میں آ تو گیا ہوں۔ ترے در پہ لیکن
میں سر کو جھکانے کے قابل نہیں ہوں۔
تری مہربانی کا ہے بوجھ اِتنا۔
کہ جبیں کو اُٹھانے کے قابل نہیں ہوں
تم ہی نے عطا کی مجھے زندگانی۔
تیری مہما میں نے۔ پھر بھی نہ جانی۔
قرض دار تیری دیا کا ہوں اِتنا۔
کہ قرضہ چکانے کے قابل نہیں ہوں۔
یہ مانا کہ داتا ہو تم کل جہاں کے
مگر جھولی پھیلاؤں مَیں کیسے آگے؟
جو پہلے دیا ہے وہ کچھ کم نہیں ہے
مَیں تو اُس کو بچانے کے قابل نہیں ہوں
زمانے کی چاہت میں خود کو مٹایا۔
تیرا نام ہرگز۔ زباں پہ نہ آیا۔
خطاوار ہوں میں۔ سزاوار ہوں میں
تجھے منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں
تمنا یہی ہے کہ سر کو جھکا دوں۔
تیرا درشن جی بھر کے اِک بار پا لوں
سِوا دل کے ٹکڑوں کے اے میرے داتا۔
میں کچھ بھی چڑھانے کے قابل نہیں ہوں
(کیونکہ باقی سب کچھ تو تیرا دیا ہے پربھو)
میں آتو گیا ہوں ترے در پہ لیکن۔
میں سر کو جھکانے کے قابل نہیں ہوں۔

सर्वे भवन्तु सुखिनः

اوم

بُوڑھوں کیلئے اُپدیش

اب پشچاتاپ کیوں؟

اوم

شری گورکھ ناتھ

...یر رنے اسکوکاٹ

...ے اور نہ اپنے اس دُکھ

ایڈیٹر۔ رسالہ

...بھوگنے کے سوائے اور

...یرا رکھا کرتا ہے ۔ سوکر ہے پڑھو!

...سے جلد نکال لئے۔ میں نے پچھلے جنموں میں

...ہ آپ دیالو ہیں۔ رحیم و کریم ہیں جب آپ

یہ کتاب عوام کے مطالعہ کیلئے ...
ملکہ گنج دہلی ۷ والوں نے چھپوا کر...